

کیا ریاست نکاح کے لیے عمر کی حد مقرر کرنے کی مجاز ہے؟

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:
قانون کی رو سے اٹھارہ سال سے پہلے نکاح نہیں ہو سکتا اور اب وفاقی شرعی عدالت نے بھی فیصلہ دیا ہے کہ ریاست بچوں کے نکاح کے لیے عمر کی حد مقرر کر سکتی ہے۔ اب شرعی عدالت کا شرعی فیصلہ آنے کے بعد علماء حضرات اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ کیا یہ فیصلہ قبول ہے؟
مستفتی: عثمان غوری، فیڈرل بی ایریا، کراچی

الجواب باسمہ تعالیٰ

فیصلہ تو قرآن و سنت کا قبول ہے جن سے شریعت بنی ہے، اور پھر فقہ اسلامی کا قبول ہے، جس سے شریعت پھیلی ہے۔ ان تینوں کا فیصلہ روزِ اول ہی سے یہ ہے کہ کم سن بچوں کا نکاح ہو سکتا ہے، اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر جب چھ یا سات برس تھی تو ان کا نکاح اُن کے والد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کر دیا تھا اور جب ان کی عمر نو سال ہوئی تو رخصتی کر دی تھی۔ (بخاری)

اور سورہ طلاق میں اللہ تعالیٰ نے اُن عورتوں/ لڑکیوں کی عدت تین ماہ بیان فرمائی ہے جنہیں ایام نہ آتے ہوں، اور جنہیں ایام نہیں آتے وہ کسی بھی عمر کی عورت یا لڑکی ہو سکتی ہے، اور عدت تب ہی ہو سکتی ہے جب نکاح کے بعد شوہر کا انتقال ہو جائے یا نکاح اور رخصتی کے بعد طلاق ہو جائے۔
نیز چاروں فقہی مسالک کا بھی اس پر اتفاق ہے کہ کم عمری کا نکاح جائز ہے۔

البتہ اتنی تفصیل ضرور ہے کہ نابالغ لڑکا یا لڑکی از خود نکاح کریں تو نکاح منعقد نہیں ہوگا، بلکہ

اور جس نے کفر کیا تو اس کا کفر آپ کے لیے (اے پیغمبر!) غم کا باعث نہیں ہونا چاہیے۔ (قرآن کریم)

ان کا ولی 'باپ، دادا وغیرہ اُن کا نکاح کر سکتا ہے۔ تفصیل کا یہ موقع نہیں، بچوں کے نکاح سے متعلق تفصیلی مسائل اور دلائل کتبِ فقہ و فتاویٰ میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

اگر کوئی فیصلہ قرآن و سنت کے 1 ف ہے تو پھر علماء کرام تو کجا ایک عام مسلمان بھی اُسے کیسے قبول کر سکتا ہے! پھر یہ فیصلہ خواہ مروج قانون کا ہو یا وفاقی شرعی عدالت کا۔

پاکستان کے ہر مسلمان کو وفاقی شرعی عدالت سے یہی حسن ظن رکھنا چاہیے کہ وہ شریعت کے مطابق ہی فیصلہ صادر کرے گی، اگر وفاقی شرعی عدالت نے اسی طرح فیصلہ صادر کیا ہے 'بیان کیا گیا ہے تو اس مسئلے میں عدالت سے شرعاً سخت فروگزاشت ہوئی ہے۔

اب عدالت کے اس فیصلے کے 1 ف سپریم کورٹ کے ایپیلٹ بیج میں اپیل کی جاسکتی ہے، بلکہ دستور کی رو سے ایک عام شہری بھی اس فیصلے کے 1 ف درخواست دے کر اس کو موقوف کر سکتا ہے۔

ان سطور کی تحریر کے وقت تک مجھے عدالتی فیصلہ دست یاب نہیں ہو سکا ہے، اس لیے فیصلے کے مندرجات پر تفصیلی تبصرہ کرنے سے قاصر ہوں۔ جب دست یاب ہو جائے گا اور کوئی استفسار کرے گا تو ان شاء اللہ تفصیل سے اس پر تبصرہ اور اس کا شرعی حکم واضح کر دیا جائے گا۔

فقط واللہ اعلم

کتبہ

سید سلیمان یوسف بنوری

رئیس جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

الجواب صحیح

محمد انعام الحق

اور سیز پاکستانی کے پاسپورٹ پر گاڑی منگوانا

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

جو اور سیز پاکستانی ہیں وہ اپنے پاسپورٹ پر باہر ملک سے گاڑی منگوا سکتے ہیں، گورنمنٹ کی اس سلسلہ میں کچھ شرطیں بھی ہوتی ہیں، مثلاً:

۱:- اس شخص کے پاسپورٹ پر گاڑی منگوائی جاسکتی ہے جس نے بینک کے ذریعہ سے پاکستان رقم بھیجی ہو۔

۲:- دو سال میں ایک ہی مرتبہ گاڑی منگوا سکتا ہے، وغیرہ، وغیرہ۔

ان سب کو بالآخر ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے، پھر ہم خود ہی ان کو وہ سب کچھ بتادیں گے جو یہ کرتے رہے تھے۔ (قرآن کریم)

اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ایسی گاڑی یہاں کی مقامی مارکیٹ سے سستی ہوتی ہے، جس کی وجہ سے منگوانے والے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

ہوتا یہ ہے کہ اوور سیز پاکستانی جب یہاں پاکستان آتا ہے تو لوگ اس سے پاسپورٹ لے کر اس کے پاسپورٹ پر خود گاڑی منگوا لیتے ہیں، اور اس کو پاسپورٹ کے استعمال کے بدلے کچھ رقم دے دیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ:

- ①: پاسپورٹ کے استعمال کے بدلے اُسے رقم دینا جائز ہے یا نہیں؟
 - ②: اگر ناجائز ہے تو کیا یوں ممکن ہے کہ اس اوور سیز پاکستانی سے پارٹنرشپ کر لیں؟
- پارٹنرشپ کی صورت یہ ہوگی کہ ہم مل کر گاڑی خریدیں گے۔ نام، پاسپورٹ، اور بینک کے دستاویزات اس اوور سیز پاکستانی کے استعمال ہوں گے، گاڑی پسند کرنا، خریدنا، رقم ادا کرنا، گاڑی کو پورٹ سے چھڑوانا، گاڑی فروخت کرنا ہم کریں گے۔
- شرکت ہماری یوں ہوگی کہ مثلاً: پانچ فیصد گاڑی کے اندر حصص اس اوور سیز پاکستانی کے ہوں گے، اور باقی ہمارے ہوں گے، گاڑی آجانے کے بعد ہم اس اوور سیز پاکستانی کے حصص خرید لیں گے، یا گاڑی کو مارکیٹ میں فروخت کر دیں گے، اور اپنا اپنا نفع وصول کر لیں گے۔ کیا یہ صورت جائز ہے؟ اگر یہ صورت بھی ناجائز ہے تو:
- ③: پھر جواز کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟

مستفتی: حمزہ عالم زیب، طارق روڈ، کراچی

الجواب باسمہ تعالیٰ

- ①: صرف پاسپورٹ کے استعمال کے بدلے رقم کا لین دین ناجائز ہے۔ (النتف فی الفتاویٰ، کتاب الإجارة، ص: ۵۵۹، ط: مؤسسة الرسالة، بیروت)
 - ②، ③: سوال میں ذکر کردہ شرکت درج ذیل شرائط کے ساتھ جائز ہوگی:
- ۱:- کارڈیلر اور پاسپورٹ ہولڈر دونوں پیسے ملا کر گاڑی خریدنے کا معاہدہ کریں، یا مشترکہ طور پر گاڑی خریدیں اور ان میں سے کوئی ایک دوسرے کو گاڑی خریدنے کا وکیل بنا دے، یا یہ دونوں کسی تیسرے شخص کو وکیل بنا دیں۔
- ۲:- دونوں گاڑی میں اپنے حصص طے کریں، (خواہ پہلے حصص متعین کریں، پھر قیمت کی ادائیگی کریں یا قیمت کی ادائیگی کے تناسب سے حصص متعین کریں)۔

۳:- دونوں یا دونوں میں سے کوئی ایک گاڑی خریدنے اور وصول کرنے کی محنت سرانجام دے یا ان کا کوئی وکیل یہ کام انجام دے۔

۴:- اگر گاڑی خریدتے وقت اس کی قیمت ادا نہیں کی تو خریدنے کے بعد دونوں اپنے اپنے حصص کے بقدر قیمت ادا کریں، یا کوئی ایک پوری قیمت ادا کرے اور پھر دوسرے سے اس کے حصے کے بقدر وصول کر لے، یا جتنی قیمت ادا کی گئی ہے، اسی کے تناسب سے شریک ہو جائیں۔

۵:- گاڑی قبضے میں آنے کے بعد ایک دوسرے کو یا مارکیٹ میں فروخت کر دیں۔ (بدائع

الصنائع، کتاب الشركة، أنواع الشركة، ج: ۶، ص: ۵۷-۵۶، ط: سعید)

جواز کی یہ صورت بھی ہو سکتی ہے کہ پاسپورٹ ہولڈر بذات خود باہر ملک سے گاڑی خرید کر منگوائے، اور اگر گاڑی خریدنے کے پیسے نہ ہوں تو کارڈ ہیلر سے ادھار لے کر گاڑی خریدے، پھر پاسپورٹ کے استعمال کے بدلے جتنی رقم لینا چاہ رہا تھا، اتنا نفع رکھ کر آگے فروخت کر دے، یا کارڈ ہیلر کو ہی فروخت کر دے، البتہ کارڈ ہیلر کے لیے قرض فراہم کرنے کی وجہ سے مارکیٹ ویلیو سے کم قیمت پر یہ گاڑی خریدنا جائز نہیں ہوگا۔

ایک صورت یہ بھی ممکن ہے کہ پاسپورٹ ہولڈر کارڈ ہیلر، یا کسی بھی ایسے شخص جو اُس کے پاسپورٹ پر گاڑی منگوانا چاہ رہا ہو کو اپنی طرف سے گاڑی خریدنے کا وکیل بنا دے، پھر وہی شخص اُس کے پاسپورٹ پر گاڑی خرید کر منگوائے، اور باہر ملک سے گاڑی منگوانے، پورٹ سے چھڑوانے کے سارے معاملات بھی خود سرانجام دے، جب گاڑی اُس کے قبضہ میں آجائے تو وہ گاڑی پاسپورٹ ہولڈر کے قبضے میں عملی طور پر دے دے، یوں پاسپورٹ ہولڈر اس گاڑی کا مالک ہو جائے گا، اور گاڑی کی قیمت اور دیگر اخراجات کے بقدر یہ اپنے وکیل کا مقروض ہو جائے گا، پھر عملی طور پر قبضہ کرنے کے بعد پاسپورٹ ہولڈر نے وہ گاڑی جتنی قیمت پر خریدی ہو اس پر کچھ نفع رکھ کر اسی شخص کو فروخت کر دے، اور اپنا زائد نفع وصول کر لے۔ یاد رہے کہ اس صورت میں پہلے پاسپورٹ ہولڈر کا قبضہ ضروری ہوگا۔ (فتاویٰ شامی، کتاب البیوع، مطلب فی ما یکون قبضًا للمبیع، ج: ۴، ص: ۵۶۱)

فقط واللہ اعلم

کتبہ

سید سلیمان یوسف بنوری

رئیس جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

الجواب صحیح

محمد انعام الحق

